دارالافتاء دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا خانیوال

فتویٰ نمبر 31853 برائے رابطہ 0300-7895331 | 0300-9606524 | www.darululoomkabirwala.com | owaisirshadahmad@gmail.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پرائز بانڈ کے بارے میں تفصیل سے راہنمائی فرمائیں کہ اسکی خرید وفروخت اور اس پر ملنے والا انعام جائز ہے کہ نہیں۔۔؟اور اگر کسی نے پرائز بانڈ حاصل کیا ہو تو اسکا کیا جائے۔۔۔؟ارو ناجائز ہے تو ناجائز ہونے کی وجہ کیا ہے۔۔۔؟شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی

گوہر عمران، چک ۷ اخانیوال

الجواب حامداً ومصلیاً

انعام حاصل کرنے کی غرض سے پرائز بانڈ کی خرید ~~وفروخت~~ اور اس پر ملنے والا انعام سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، نیز اس معاملہ میں جوا بھی پایا جاتا ہے، اس لیے اس سے بچنا لازم ہے۔ سود اس لیے ہے کہ آدمی مقررہ رقم دے کر پرائز بانڈز اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس سے قرعہ اندازی میں نام آنے پر اپنی رقم کے علاوہ زیادہ رقم لے جائے، یہ زائد اور اضافی رقم بلا عوض ہے جو کہ سود ہے، نیز بانڈز کی حیثیت قرض کی ہوتی ہے، بانڈز خریدنے والا درحقیقت حکومت کو قرض دیتا ہے حکومت اس قرضہ کو استعمال میں لاکر اصل رقم کے علاوہ زائد رقم بطورِ انعام دینے کا وعدہ کرتی ہے جو قرعہ اندازی کے ذریعے انعامی رقم کے نام سے تقسیم کردی جاتی ہے، یہ اضافی رقم سود ہے۔

نیز اس میں جوا کی صورت کا بھی احتمال ہے کیوں کہ پرائز بانڈز کی خریدنے والے کی یہ طمع ہوتی ہے کہ اس کے بدلے ایک بھاری رقم وصول ہو جائے، چنانچہ قرعہ اندازی میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ واقعتاً بڑی رقم حاصل ہو جائے اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ اس کے بدلے کوئی اضافی رقم وصول نہ ہو، تو جوا کے مشابہ ہے، اس لیے اس معاملہ سے بچنا لازم ہے، البتہ اگر کسی نے محض رقم محفوظ کرنے کی غرض سے خرید کیے ہوں یا کسی نے اس کے قرض کے عوض بانڈز دیے ہوں، اور وہ بانڈز اسکے پاس موجود ہیں، تو اصل رقم کی حفاظت کی غرض سے انہیں اپنے پاس رکھ سکتا ہے، نیز حکومت کو واپس کرکے اپنی اصل رقم بھی واپس لے سکتا ہے، کسی دوسرے شخص کو نہ بیچے، کہیں وہ شخص اسکے ذریعہ سودی معاملہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

وفى القرآن المجيد

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ---- إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ} [المائدة: 90، 91]

وفى القرآن المجيد

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا [النساء: 29]

{وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا} [النساء: 30]

وفى القرآن المجيد

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (278) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ} [البقرة: 278، 279]

الفتاوى الهندية (3/ 117)

الرِّبَا وَهُوَ فِي الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَنْ فَضْلِ مَالٍ لَا يُقَابِلُهُ عِوَضٌ فِي مُعَاوَضَةِ مَالٍ بِمَالٍ

أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي (4/ 127)

وَحَقِيقَتُهُ تَمْلِيكُ الْمَالِ عَلَى الْمُخَاطَرَةِ

التفسير الوسيط لطنطاوي (4/ 275)

والمراد بالميسر ما يشمل كل كسب يجيء بطريق الحظ المبنى على المصادفة فاللعب بالنرد على مال يسمى قمارا، واللعب بالشطرنج على مال يسمى قمارا وهكذا ما يشبه ذلك من ألوان تمليك المال بالمخاطرة

Scanned with CamScanner

الاختيار لتعليل المختار (2/ 33)

لقوله - عليه الصلاة والسلام -: «كل قرض جر منفعة فهو ربا»

البناية شرح الهداية (12/ 233)

وأخرج البيهقي أيضا من حديث إدريس بن يحيى عن عبد الله بن عياش حدثنا يزيد بن حبيب، عن أبي مرزوق النخعي عن فضالة بن عبيد أنه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (5/ 166)

وفي الأشباه كل قرض جر نفعا حرام

والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

كتبه

مظهر عباس خانيوالى

از دارالافتاء دارالعلوم كبيروالا

٢٤ ٥ ١٤٤٢ھ بمطابق ٩ جنوری ٢٠٢١ء

الجواب صحيح

بندہ محمد یونس [illegible]

دارالافتاء دارالعلوم کبیروالا

٢٤/٥/١٤٤٢ھ